تربیتی کورس کے اختتام پر احمدی نوجوانوں سے خطاب

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تربیتی کورس کے اختتام پر احمدی نوجوانوں سے خطاب

(فرمودہ ۷؍نومبر ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''نام جو مَیں نے پڑھوائے تھے اُس کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ دیکھوں تربیت کا کس حد تک اثر ہؤا ہے۔ پچاس خدام میں سے ۱۲ ایسے تھے جو کھڑے ہونے سے پہلے اِس کیلئے تیار نہیں تھے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن پر تربیتی کلاس کا کوئی اثر نہیں ہؤا لیکن اکثریت ایسی تھی جس نے اپنا مقصد سمجھا تھا۔ یعنی پچاس میں سے اڑتیس کا کھڑا ہونا ظاہر کرتا تھا کہ وہ انتظار میں تھے کہ آواز آئے اور وہ اُٹھ کھڑے ہوں لیکن بارہ ایسے تھے جو مُردوں کی طرح کھڑے ہوئے۔ اُن کو دیکھ کر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ کسی تربیتی کیمپ میں رہ چکے ہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی مسجد کے ملّاں کے شاگردوں میں سے ہیں۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے اپنی رپورٹ میں ذکر کیا ہے کہ اکثر مجالس سے نمائندگان نہیں آئے۔

جہاں تک انسانی نفس کا تعلق ہے نئی بات لوگ آہستہ آہستہ اختیار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے لوگ آجکل کے لوگوں سے تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے تھے لیکن جب آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ ہر احمدی ہر تین ماہ کے بعد ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے تو بعض دوستوں نے یہ کہا کہ اِس طرح تو احمدیت میں داخل ہونے میں مشکل پیدا ہو جائے گی۔ اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ کئی لوگ ایسے بھی تھے جو ایک پائی فی روپیہ فی سہ ماہی سے کئی گنا زیادہ چندہ دیتے تھے مگر اس شرح

کے مقرر ہو جانے سے بعض نے خیال کرلیا کہ اس طرح احمدیت قبول کرنے میں لوگ ہچکچاہٹ محسوس کریں گے۔لیکن اب کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنی آمد کا تیں چالیس فیصدی چندہ دیتے ہیں حالانکہ اِن میں سے بعض ایمان میں اتنے پختہ نہیں جتنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ ایمان میں پختہ تھے لیکن اُس زمانہ میں لوگ ایک پائی فی روپیہ فی سہ ماہی شرح چندہ مقرر ہونے سے گھبراتے تھے۔

پس ابتداء میں ہمیشہ دِقتیں پیش آتی ہیں لیکن جب کام چلے گا، خدام میں اِس کی اہمیت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ بڑی بات یہ ہے کہ کورس میں شامل ہونے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر خدام کی تنظیم کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی خدام کی دس فیصدی تنظیم ہوئی ہے نوے فیصدی تنظیم ابھی باقی ہے۔آپ کو چاہئے کہ اپنی اپنی جگہوں پر جاکر خدام کی تنظیم کریں۔اِسی طرح اِردگرد کے علاقہ میں پھر پھر کر مجالس میں تحریک کریں کہ اگلے سال اِس کورس میں شامل ہونے کے لئے خدام زیادہ تعداد میں آئیں۔بعض جگہوں پر مشکلات بھی ہیں مثلاً کراچی کی جماعت کے اکثر خدام ملازم پیشہ ہیں اسی لئے اُنہیں چھُٹیاں ملنی مشکل ہوں گی لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ سال میں دو تین خدام اِس کورس میں شامل ہو جائیں اور وہ وہاں جاکر باقی خدام کو ٹریننگ دیں کیونکہ اِس انتظام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جو خدام اِس تربیتی کورس میں شامل ہوں وہ واپس جاکر دوسرے خدام کو ٹریننگ دیں۔

یاد رکھیں کہ اِس کورس سے ہمارا یہ مقصد نہیں تھا کہ ہم تیں چالیس خدام کو ٹرینڈ کریں یا ہمیں صرف تیں چالیس خدام کی ضرورت ہے بلکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ جس خادم کو اِس کے لئے بلایا جائے وہ آگے دوسروں کو سکھائے اور کوشش کرے کہ آئندہ سال زیادہ خدام اِس کورس میں حصہ لیں۔آپ میں سے ہر ایک دو چار، پانچ چھ اَور خدام کو ٹریننگ دیں۔ اِسی طرح وہ خدام آگے اَور خدام کو ٹریننگ دیں اس طرح پچاس خدام کو تربیت دینے کی وجہ سے ہزاروں تک یہ تربیت پہنچ جائے گی۔

میں نے اساتذہ سے کہا تھا کہ اس کورس میں موٹی موٹی باتیں سکھائی جائیں،

پیچیدگیوں میں نہ پڑا جائے اِس لئے بطور امتحان میں ایک دو باتیں پوچھتا ہوں۔ انڈر ٹرینگ (زیر تربیت) خدام سب کھڑے ہو جائیں۔ جو سوال میں کروں گا اُس کا جواب نہیں دینا بلکہ صرف ہاتھ کھڑا کرنا ہے جس سے معلوم ہو کہ تمہیں جواب آتا ہے اور میں جس سے چاہوں گا جواب پوچھ لوں گا۔ مثلاً میں ایک فقرہ بولتا ہوں، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ اِس کی اصلاح کر لیں گے تو ہاتھ کھڑا کریں۔ اس میں مولوی فاضل یا مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل خدام میرے مخاطب نہیں۔ مثلاً میں یہ فقرہ بولتا ہوں اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ یُّصَلُّوْنَ ۔ بولو یہ صحیح ہے یا غلط؟ (اِس پر متعدد خدام نے ہاتھ کھڑے کئے اور حضور نے ایک خادم سے دریافت فرمایا کہ اِس میں کیا غلطی ہے؟ اُنہوں نے دو غلطیوں کی تصحیح کی۔ یعنی انہوں نے بتایا کہ ''اللّٰہ'' اسمِ ''اِنَّ'' ہے اِس لئے اِس پر بجائے کسرہ کے فتح آئے گی کیونکہ ''اِنَّ'' اپنے مابعد کو فتح دیتا ہے اور ''اَلْمُؤْمِنُوْنَ'' مفعول بِہٖ ہونے کی وجہ سے منسوب ہوگا۔ یعنی اَلْمُؤْمِنِیْنَ پڑھا جائے گا۔ آخری غلطی کی وہ تصحیح نہ کر سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دوسرے خدام سے دریافت فرمایا کہ بتائیں کیا اَور بھی کوئی غلطی ہے یا نہیں؟ مگر کوئی خادم جواب نہ دے سکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اِس فقرہ میں یُصَلُّوْنَ نہیں چاہئے بلکہ صرف یُصَلُّوْا چاہئے۔

دوسرا سوال حضور نے یہ کیا کہ:۔ فَاعِلٌ کے آخر میں جو حرکت آتی ہے وہ کیا ہے؟ جو خدام اِس سوال کا جواب بتا سکتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔''

(اس پر متعدد خدام نے ہاتھ کھڑے کئے۔ حضور کے دریافت کرنے پر ایک خادم نے بتایا کہ فَاعِلٌ کے آخر میں رفع آتا ہے۔ اِس کے بعد حضور نے فرمایا:۔)

''آپ لوگوں نے جو کچھ پڑھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ لکھا بھی ہوگا۔''

(اس کے بعد حضور نے اساتذہ کرام سے سوال کیا کہ وہ جو کچھ پڑھایا کرتے تھے آیا وہ لکھوایا بھی کرتے تھے یا نہیں؟ اور خدام اپنی جگہوں پر واپس جا کر اِن اسباق کو یاد کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس پر حضور کو بتایا گیا کہ سوائے اَن پڑھ خدام کے جو لکھنا نہیں جانتے باقی خدام نے اسباق نوٹ کر لئے ہیں اور واپس جا کر وہ اگر یاد کرنا چاہیں

تو ایسا کر سکتے ہیں۔اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔)

''رپورٹ میں ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ افسوس ہے کہ کورس پورا نہیں ہو سکا کیونکہ جو خدام کورس میں شامل ہوئے اُن میں سے بعض کی علمی قابلیت اپنے ساتھیوں کی نسبت بہت کم تھی ۔ میں نے شروع میں ہی یہ ہدایت کی تھی کہ جو خدام تعلیم یافتہ نہیں ہیں اُن کو الگ تو نہیں پڑھانا چاہئے لیکن اِس کا یہ اثر بھی نہیں پڑنا چاہئے کہ کورس خراب ہو جائے کیونکہ اگر یہ غلطی کی جائے تو نافرض شناسی کی ایسی عادت پڑ جائے گی کہ اس کا روکنا مشکل ہو گا۔ ہر طالب علم کے اندر یہ احساس ہونا چاہئے کہ اُستاد اپنے فرض کو ادا کر رہا ہے اور یہ اُسی صورت میں ہوسکتا ہے جب اُستاد اپنے پہلے فرض یعنی کورس کو پورا کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ یہ غلطی سرزد نہیں ہوگی پڑھانے کے لئے بیشک آسان الفاظ استعمال کرلو لیکن کورس پورا کر دینا چاہئے۔ میں نے مولوی سیف الرحمٰن صاحب کو جن کے سپرد عربی کی ابتدائی تعلیم تھی یہ ہدایت کی تھی کہ صرف ونحو کی لمبی باتوں میں نہ پڑو، صرف ایسی موٹی موٹی باتیں بتادو جن سے خدام کے اندر قرآن وحدیث پڑھنے کیلئے دلیری پیدا ہو جائے اوراس طرح اگر ایک گھنٹہ روزانہ بھی پڑھائی کی جاتی تو اِس قدر عربی چھ سات دن میں پڑھائی جاسکتی تھی۔یعنی عنوان بتا دیئے جاتے تا کہ کوئی شخص عربی لفظ بول کر انہیں ڈرا نہ سکے۔

بہر حال آئندہ یہ احتیاط ہونی چاہئے کہ کورس پورا ہو جائے۔اگر کورس پورا نہیں ہوگا تو نہ تو طالب علم اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں گے اور نہ استادوں کے متعلق وہ اچھا امپریشن (IMPRESSION) لے کر جائیں گے، یہ تو صاف بات ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر اپنے شاگرد کو آدھی ڈاکٹری پڑھا دے تو وہ لوگوں کو مارنے والا بنے گا جلانے والا نہیں بنے گا۔ اسی طرح وہ کورس جو مقرر کیا گیا ہے اگر پورا نہ ہو تو لازماً اس کا اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔

بڑی بھاری چیز جو تمہاری آنکھوں کے سامنے رہنی چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم نے احمدیت کے ذریعہ سے اس عہد کو پورا کرنا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے کیا۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم یہ عہد آپ کے ذہن نشین کرائیں اور اساتذہ کا فرض تھا کہ ہمارا

نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو پڑھائیں۔ اگر نمائندہ خدام اس بات کو سمجھ لیں اور انہیں اس کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی وہ اِس کو آگے پھیلانے کی کوشش کریں تا وہ اُس عہد کو تازہ کریں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی خاطر ہم سے لیا تو ہمیں بہت جلد کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عہد اپنی ذات کے لئے نہیں لیا تھا بلکہ آپ نے یہ عہد خدا تعالیٰ کی خاطر لیا تھا۔ ہم اگر اِس کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں تو اِس لئے تا اِس عہد کو جو آج سے چودہ سَو سال قبل لیا گیا تھا دوبارہ زندہ کریں۔ دوسروں کو یاد دلائیں اور اِسے لوگوں میں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ بات پختہ ہو جائے تو ہم اِس فرض کو ادا کریں گے جو ہمارے ذمہ لگایا گیا تھا۔ ایک ماں جو قربانی کر سکتی ہے وہ ہر شخص جانتا ہے۔ آپ میں سے وہ کون سا شخص ہے جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہؤا۔ بیشک بعض لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا ہوگا یا جنہوں نے ماں کی تربیت اپنی ہوش میں حاصل نہیں کی ہوگی لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں نوے فیصدی لوگ ایسے نکلیں گے جنہوں نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہوگا یا اُس کی نگرانی میں دودھ پیا ہوگا یا جنہوں نے بچپن میں تربیت اپنی ماں کی نگرانی میں حاصل کی ہوگی وہ جانتے ہیں کہ مائیں کتنی قربانی کرتی ہیں۔ مائیں قربانی کرنے میں بعض دفعہ اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ وہ بسا اوقات یہ جانتے ہوئے کہ ان کی قربانی بچہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی قربانی پیش کر دیتی ہیں۔

مثلاً سینکڑوں ہزاروں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک عورت جو پانی سے خوف کھاتی تھی جب اُس کا بچہ پانی میں گر گیا تو باوجود یہ جاننے کے کہ وہ تیرنا نہیں جانتی یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ پانی میں کُود کر بچہ کو بچا نہیں سکتی پانی میں چھلانگ لگا دیتی ہے اور وہ خیال نہیں کرتی کہ میں مر جاؤں گی۔ یا کسی ماں کا بچہ چوری ہو گیا ہو اور وہ اتنی دیر کے بعد اسے دیکھے کہ اسے پہچاننا مشکل ہو مثلاً وہ بچہ ڈاکو اُٹھا کر لے گئے ہوں اور انہوں نے اس کو ڈاکہ زنی کی تربیت دی ہو، وہ چوری کیلئے باہر نکلے اور اپنی ماں کے ہاں چوری کرے، ماں نے پولیس

کورپورٹ کی ہو اور اُس نے اُسے گرفتار کرلیا ہو اور ماں کو بطور گواہ پیش کیا ہو ایسے موقع پر ماں گواہی دے دے گی لیکن اس لئے کہ وہ جانتی نہیں کہ وہ اس کا اپنا بیٹا ہے مجسٹریٹ کے سامنے اقرار کر لینے کے بعد کہ اس نے چوری کی ہے اور اِس علم کے بعد اگر وہ انکار کر دے تو وہ سزا کی مستحق ہوگی اگر اسے یہ پتہ لگ جائے کہ چور اس کا اپنا بیٹا ہے تو وہ فوراً کہہ دے گی کہ چور یہ نہیں تھا میں نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ اپنے آپ کو قید میں ڈال دے گی لیکن اُس کے خلاف گواہی نہیں دے گی سوائے اِس کے کہ وہ مؤ منہ ہو۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو سچے مذہب میں داخل ہوتے ہیں لیکن پھر دُور جا پڑتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں یہ خیال اور تصور تو ہوتا ہے کہ وہ سچے مذہب میں داخل ہیں لیکن وہ صرف ناموں سے محبت کرتے ہیں حقیقت کو پہچاننے کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اگر کسی وقت اُنہیں معلوم ہوگا کہ وہ عملی طور پر اُسی مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں جس کی سچائی کے وہ زبان سے قائل ہیں تو وہ فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لیں گے۔ مثلاً آجکل مسلمان لفظِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو محبت کرتے ہیں لیکن آپ کی روحانی شکل سے نفرت کرتے ہیں لیکن اگر اُنہیں کسی وقت یہ پتہ لگ جائے کہ وہ شکل جس کو اب تک غیر کی شکل سمجھ رہے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہے تو وہ اپنے خیال کو فوراً بدل دیں گے اور مخالفت ایک ساعت میں بدل جائے گی۔ صحابہؓ کو دیکھو ان میں سے بعض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمن تھے لیکن جب انہیں یہ سمجھ آ گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو آناً فاناً اُن کی نفرت محبت میں بدل گئی۔

عکرمہؓ جو ابوجہل کا بیٹا تھا ہمیشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا رہا۔ جب مکہ فتح ہوا تو بُغض کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گیا کیونکہ وہ آپ کی حکومت کے ماتحت رہنے کیلئے تیار نہیں تھا۔ اُس کی بیوی دل سے مسلمان تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہؓ کے متعلق یہ احکام صادر فرمائے تھے کہ اگر وہ پکڑا جائے تو اُسے سزا دی جائے۔ اُس کی بیوی نے جب یہ احکام سنے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں دل سے مسلمان ہوں۔ عکرمہؓ کو بعض غلط فہمیاں ہیں جن کی بناء

پر وہ آپ کی مخالفت کرتا رہا ہے اور اب اِسی مخالفت کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر باہر چلا گیا ہے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! وہ اسلام کی اس لئے مخالفت کر رہا ہے کہ وہ سمجھتا ہے یہ دین جھوٹا ہے۔ کیا یہ بہتر ہوگا کہ آپ کا ایک رشتہ دار غیروں میں دھکّے کھاتا پھرے یا یہ بہتر ہوگا کہ وہ آپ کیلئے قربانیاں کرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہؓ کو معاف کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عکرمہؓ کی بیوی نے دوبارہ عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! عکرمہؓ اسلام سے اتنا متنفر ہے کہ اگر آپ نے فرمایا کہ اُسے یہاں آکر مسلمان ہونا پڑے گا تو وہ نہیں آئے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اُسے مسلمان ہونے کیلئے نہیں کہیں گے۔ عکرمہؓ حبشہ کی طرف بھاگ رہا تھا اور قریب تھا کشتی میں سوار ہو جائے کہ اُس کی بیوی وہاں پہنچی۔ اُس نے یہ کہا میرے خاوند! تم مکہ کے وِرچول رولر (VIRTUAL RULER) کے بیٹے تھے اور اب غیروں میں دھکے کھاؤ گے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ تم غیروں میں دھکے کھانے کی بجائے اپنے ایک رشتہ دار کی اطاعت کر لو؟ عکرمہؓ نے جواب دیا میں اسلام کا دشمن ہوں اور ساری عمر دشمنی کرتا رہا ہوں اب جب مسلمانوں کو فتح ہوگئی ہے وہ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ہم اُن کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اُس کی بیوی نے کہا میں یہ بات کر آئی ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم واپس چلے آؤ تو آپ معاف فرما دیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ جی چاہے تو مسلمان ہو جائے ورنہ اُسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ عکرمہؓ نے تعجب سے کہا کیا یہ بات سچی ہے؟ اُس کی بیوی نے کہا میں نے دُوبدُو باتیں کی ہیں۔ چنانچہ وہ واپس آگیا اور کہا مجھے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ چنانچہ وہ اُسے آپ کے پاس لے گئی۔ عکرمہؓ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اِس نے ٹھیک کہا ہے۔ عکرمہؓ نے کہا میری بیوی نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ مجھے اپنے مذہب میں داخل ہونے کیلئے مجبور نہیں کریں گے کیا یہ ٹھیک ہے آپ نے فرمایا، ہاں اِس نے ٹھیک کہا ہے۔ یہ سنتے ہی عکرمہؓ کی آنکھیں کُھل گئیں اور اس نے کہا۔ اَشْھَدُاَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو اِس سے حیرت ہوئی۔ عکرمہؓ نے کہا کہ وہ شخص جو میرے جیسے دشمن کو معاف کرنے کیلئے تیار ہو گیا ہے اور وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ میں اپنا مذہب تبدیل کر کے اس کے مذہب میں داخل ہو جاؤں وہ عام انسان نہیں ہوسکتا وہ یقیناً خدا کا رسول ہے اس لئے میں آپ پر ایمان لاتا ہوں [1] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکرمہؓ! میں نے تمہیں صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو بیان کرو! اگر وہ ہماری طاقت میں ہوئی تو ہم اسے پورا کریں گے۔ لیکن وہ شخص دنیاوی وجاہت کیلئے اپنی ساری عمر لڑتا رہا کہنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں آپ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میرے تمام گناہ معاف کر دے [2]

یہ کتنا بڑا تغیر ہے جو عکرمہؓ میں پیدا ہوا۔ پس مخالفت گو راستی سے دُور لے جانے والی ہے لیکن یہ بعض اوقات راستی کی طرف لانے کا موجب بھی بن جاتی ہے۔ دنیا احمدیت کی مخالفت اِس لئے نہیں کرتی کہ یہ سچی ہے بلکہ وہ اِس لئے مخالفت کرتی ہے کہ وہ یہ سمجھتی ہے یہ جھوٹ ہے۔ ہاں کچھ صاحبِ اغراض بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے احمدیت کو قبول کر لیا تو ہماری نمبرداریاں اور حکومتیں جاتی رہیں گی لیکن مخالفین کا اکثر حصہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم خدا اور اس کے رسولؐ کے مخالف ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اِن لوگوں کا ایمان لانا بھی آسان ہے اور ان کا قابلِ رحم ہونا بھی یقینی ہے۔ اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ ہم خدا اور اس کے رسولؐ کے مخالف نہیں تو اُن کی مخالفت عقیدت سے بدل جائے گی اور اُن کی حالت قابلِ رحم اِس لیے ہے کہ وہ ہماری اِس لئے مخالفت نہیں کرتے کہ ہم ان کے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں بلکہ وہ اِس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم ان کے خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا وہ خدا اور اُس کے رسول کی خاطر ہماری مخالفت کر رہے ہیں اور جو خدا اور اُس کے رسول کی خاطر ہماری مخالفت کر رہا ہے وہ ایک حد تک ہمارے لئے قابلِ عزت بھی ہے کیونکہ اُس کا جذبہ نیک ہے۔ پس یہاں سے فارغ ہو کر اپنے اپنے علاقہ میں جاؤ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کرو، تبلیغ کرو اور کوشش کرو کہ مرکز کی آواز کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ ہمارے نوجوان ابھی بہت پیچھے ہیں۔ ہمارے ہر

نوجوان کے اندر یہ آگ ہونی چاہئے کہ وہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو قائم کر دے۔ اگر یہ آگ پیدا نہ ہو تو وہ سلسلہ کیلئے کوئی مفید وجود نہیں۔

پس اپنے اندر ایک آگ پیدا کرو، اپنے اندر ایک سوزش اور جلن پیدا کرو جس کے نتیجہ میں تم میں سے ہر ایک مالی قربانی اور تبلیغ کے لئے تیار ہو جائے۔ تمہارے یہاں پڑھنے کا فائدہ تبھی ہوسکتا ہے جب تم باہر جا کر یہی اَسباق دوسروں کو سکھاؤ۔ ان کو خود بھی یاد رکھو، اِن پر عمل کرو اور دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور اُن سے عمل کروانے کی کوشش کرو۔ اور پھر ایسے نئے آدمی پیدا کرو جو تمہارے ساتھ مل کر احمدیت کی اشاعت میں حصہ لیں۔ پھر کوشش کرو کہ وہ بھی اِن پر عمل کریں اور اَور نئے افراد پیدا کریں اور اُن سے عمل کروائیں۔ وہ احمدیت میں داخل ہو کر اِس کے احکام کے پابند ہوں اور اِس کو آگے پھیلائیں اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے ایک دن ساری دنیا میں پھیل جائے۔ یہی کام ہے جس کیلئے تم بلائے گئے ہو اور یہی وہ کام ہے جس کو تمہیں ہر وقت مدّنظر رکھنا چاہئے۔ اگر تم نے یہ کام کیا تو تم خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو جاؤ گے اور اگر نہ کیا تو اُس کی ناراضگی کا موجب بنو گے کیونکہ جتنے دن تم یہاں رہے تم نے محض ایک تھیٹر دیکھا، ایک سینما دیکھا اور تم ایسی باتوں میں شامل رہے جن میں تمہاری روح شامل نہیں تھی۔ تم نے اپنے دن بھی ضائع کئے اور اپنے استادوں کے دن بھی ضائع کئے۔ تمہاری مثال اُس گدھے کی سی ہوگی جس کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوئی ہوں وہ خود اُن سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا لیکن دوسرے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔''

(اِس کے بعد حضور نے تمام نمائندگان سے جنہوں نے تربیتی کورس پاس کیا تھا مندرجہ ذیل عہد لیا تھا:۔)

''کیا آپ لوگ اِس بات کا عہد کرتے ہیں کہ جو باتیں آپ نے یہاں سیکھی ہیں اِن پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنی اپنی جماعتوں میں اِن اَسباق اور تعلیموں کو پھیلانے کی کوشش کریں گے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص خود بھی دکھائیں گے اور دوسروں میں بھی اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کریں گے''۔

سب نمائندگان نے بیک زبان کہا:۔ ''اِیْ وَاللّٰہِ ''

یہ عہد حضور نے تین دفعہ لیا اِس کے بعد حضور نے لمبی دعا کروائی اور پھر تمام خدام کو حضور نے شرفِ مصافحہ بخشا۔

(الفضل ۲۸/اپریل ۱۹۶۷ء)

۱، ۲ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ مصر ۱۹۳۵ء